

75307 - بچے اور مجنون کے مال میں زکاة کا وجوب

سوال

کیا چھوٹے بچے کے مال میں زکاة فرض ہوتی ہے، حالانکہ وہ مکلف نہیں ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

جمہور علماء کرام کے ہاں چھوٹے بچے اور مجنون کے مال میں زکاة فرض ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے، اور انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

1 - اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

ان کے مال میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کے مالوں کو پاک صاف کر دیں التوبة (103).

لہذا مال میں زکاة واجب ہے، اور یہ مالی عبادت ہے جب اس کی شروط پائی جائیں تو یہ فرض ہو جاتی ہے، مثلاً نصاب اور سال پورا ہو جانا.

2 - جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا:

" تم انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکاة فرض کی ہے، جو ان کے مالدار اور غنی لوگوں سے لے کر ان کے فقراء اور مساکین کو لوٹائی جائے گی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1395).

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالدار اور غنی کے مال میں زکاة فرض کی، اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹے بچے اور مجنون اس میں شامل ہیں، اگر ان کے پاس مال ہو تو زکاة فرض ہو گی.

3 - امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

"خبردار! جو کوئی بھی کسی یتیم کی پرورش کا ذمہ دار بنے اور اس یتیم کا مال ہو تو اسے اس مال کے ساتھ تجارت کرنی چاہیے، تا کہ اسے زکاۃ ہی نہ ختم کہا جائے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (641) یہ حدیث ضعیف ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے المجموع (301 / 5) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضعیف ترمذی میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اور یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ثابت ہے، اسے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے البیہقی (178 / 4) میں روایت کیا ہے، اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المجموع میں ان کی تصحیح کا اقرار کیا ہے۔

4 - اور اسی طرح یہ علی اور ابن عمر، اور عائشہ، اور حسن بن علی، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے کہ بچے کے مال میں زکاۃ واجب نہیں، جیسا کہ اس پر باقی ساری عبادات واجب نہیں ہیں؛ مثلاً نماز روزہ، لیکن انہوں نے اس پر فطرانہ اور کھیت کی زکاۃ واجب کی ہے۔

اور جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

بچے پر نماز اور روزہ اس لیے فرض نہیں کہ یہ بدنی عبادات ہیں، اور بچے کا بدن اس کا متحمل نہیں ہے، لیکن زکاۃ مالی حق ہے، اور مالی حقوق بچے پر واجب ہیں، جیسا کہ اگر انسان کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے مال میں سے اس کا نقصان پورا کرنا ہوگا، اور جیسا کہ رشتہ داروں کے نفقہ کی طرح اگر اس کی شروط پوری ہوں تو ان پر نفقہ کرنا واجب ہے۔

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

بچے پر فطرانہ اور کھیتی کی زکاۃ اور باقی سارے مال مثلاً سونا، چاندی اور نقدی کی زکاۃ کے وجوب میں کوئی فرق نہیں، جیسے اس پر کھیتی میں زکاۃ واجب ہے اسی طرح اس کے سارے اموال میں زکاۃ واجب ہے اور کوئی فرق نہیں۔

اور چھوٹے بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ نکالنے کا ذمہ دار ہے، اور وہ اس سلسلے میں بچے کی بلوغت کا انتظار نہیں کرے گا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ "المغنی" میں کہتے ہیں:

" جب یہ مقرر ہو چکا تو - یعنی بچے اور مجنون کے مال میں زکاۃ واجب ہونا - تو بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ ادا کرے گا؛ کیونکہ زکاۃ فرض ہے اور اس کا ادا کرنا واجب ہے، جس طرح بالغ کی زکاۃ ادا کرنا واجب ہے، اور اس پر زکاۃ کی ادائیگی میں اس کا ولی بچے اور مجنون کا قائم مقام ہو گا، اور اس لیے بھی کہ یہ مجنون اور بچے پر واجب حق ہے، تو ولی کے ذمہ ہے کہ وہ ان دونوں کی طرف سے زکاۃ ادا کرے، جس طرح رشتہ داروں کا نفقہ ہوتا ہے۔ انتہی

اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ المجموع میں کہتے ہیں:

ہمارے نزدیک بچے اور مجنون کے مال میں بغیر کسی اختلاف کے زکاۃ واجب ہے، اور ان دونوں کے مال سے ولی کو زکاۃ ادا کرنی واجب ہے، جیسے ان دونوں کے مال سے تلف شدہ کا نقصان پورا کیا جاتا ہے، اور رشتہ داروں کا نفقہ دیا جاتا اور اس کے علاوہ ان کے دوسرے حقوق پورے کیے جاتے ہیں۔

اگر ولی زکاۃ نہیں نکالتا تو بچے اور مجنون پر بلوغت اور عقل حاصل ہونے کے بعد پچھلی زکاۃ ادا کرنا ہوگی؛ کیونکہ یہ ان کے مال کا حق ہے، لیکن اس کے ولی نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کر کے معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے، لہذا جو ان کے ذمہ ہے وہ ساقط نہیں ہو گا" انتہی

دیکھیں: المجموع (5 / 302)۔

ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ: بچے پر زکاۃ فرض ہے، لیکن وہ اس کی ادائیگی بلوغت کے بعد کرے گا، اور یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں، صحیح ثابت نہیں۔

انہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المجموع (5 / 301) میں ضعیف قرار دی ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ایک شخص فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے مال اور یتیم بچے سوگوار چھوڑے، تو کیا اس مال میں زکاۃ واجب ہو گی؟

اور اگر اس میں زکاۃ واجب ہے تو اس کی ادائیگی کون کرے گا؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا:

" یتیم بچوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے چاہے وہ نقدی ہو یا تجارتی سامان، اور چوپائے اور غلہ و پھل جن میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور یتیم کے ولی کو چاہیے کہ وہ اس کے مال سے وقت پر زکاۃ نکالے... اور یتیم کے والد کے

فوت ہونے سے ایک سال شمار کیا جائے گا، کیونکہ اس کی موت سے وہ مال یتیم کی ملکیت میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔ انتہی

دیکھیں: فتاویٰ ابن باز (14 / 240)۔

اور مستقل فتویٰ کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

کیا یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاة واجب ہے ؟

تو کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاة واجب ہے، علی، ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، عائشہ، حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے، اسے ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

اور ولی کے ذمہ یہ زکاة نکالنی واجب ہے، ان کے اموال میں زکاة واجب ہونے کی دلیل کتاب و سنت میں زکاة کے دلائل کا عموم ہے۔

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہیں بتایا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو کیا کہیں گے:

" تم نے انہیں یہ بتانا ہے کہ ان پر زکاة ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کے ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی "

اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

اور " الاغنیاء " کے الفاظ چھوٹے اور مجنون کو بھی شامل ہے، جس طرح فقراء کا لفظ چھوٹے اور مجنون کو شامل ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں یوسف بن ماہک سے بیان کیا ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یتیموں کے مال میں کوشش کرو، کہ کہیں اسے زکاة ہی ختم نہ کر دے "

یہ روایت مرسل ہے۔

اور امام مالك رحمه الله تعالى نے موطا میں روایت کیا ہے کہ ان تك پہنچا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

" یتیموں کے مال کے ساتھ تجارت کرو، تا کہ اسے زکاة ختم نہ کر دے "

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو کہا اور انہیں اس کا حکم دیا تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم تھا اور اس پر لوگ عمل کرتے تھے، اور اس کے جواز پر اتفاق ہے۔

اور امام مالك رحمه الله تعالى نے موطا میں عبد الرحمن بن قاسم عن ابیہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ میری اور میرے بھائی کی ولی تھیں ہم دو یتیم ان کی پرورش میں تھے اور وہ ہمارے مال میں سے زکاة ادا کیا کرتی تھیں " انتہی

دیکھیں: فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (9 / 410) .

اور شیخ ابن عثیمین رحمه الله تعالى نے بھی بچے اور مجنون کے مال میں زکاة کے وجوب کا قول اختیار کیا ہے۔

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 14) .

والله اعلم .